Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

25۔ ستمبر 1996ء

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 46-81 نمبر 218 | بدھ 11 جمادی الاول ۔ 1417ھ 25 تبوک 1375ھش 25 ستمبر 1996ء

ضروری دعا یہ ہے کہ گناہوں سے پاک ہونے کیلئے دعا کی جائے

سب سے اول اور ضروری دعا یہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کے لئے دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جڑ یہی دعا ہے کیونکہ یہ جب قبول ہو جاوے تو انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہو جاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجات ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتی ہیں وہ خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر ان کو اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آ جاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455)

اگر تم کوئی بلندی اور عظمت چاہتے ہو تو خدا کے علم میں غرق ہو جاؤ

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

حضرت (امام جماعت احمدیہ الثانی) کی خدمت میں بھی ایک ایسا صوفی پہنچا تھا ایک بار اور بڑے اس نے تکبر کے ساتھ کہا کہ میں چند سوال لے کے آیا ہوں میرے جواب دیں آپ فوری طور پر۔ آپ نے فرمایا بتاؤ۔ اس نے کہا کہ یہ بتائیں اگر کوئی کشتی پر سفر کر رہا ہو اور کنارا آ جائے تو کنارے پر پہنچنے کے بعد کشتی میں بیٹھا رہے اس کو آپ کیا سمجھیں گے۔ اس کو آپ بے وقوف اور پاگل کہیں گے یا دانا سمجھیں گے۔ حضرت (امام جماعت الثانی) نے فرمایا میرا جواب یہ ہے کہ اگر وہ لامتناہی سمندر میں سفر کر رہا ہے تو جہاں کنارہ سمجھ کے اترا وہیں ڈوبا۔ اور اچانک وہ سمجھ گیا۔ جس مسئلے کا جواب اس کو دنیا میں کہیں نہیں ملا تھا وہ بے اختیار بول اٹھا کہ مسئلہ حل ہو گیا۔ وہ صوفیوں کا ایک فرقہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب خدا کو پا لیا تو عبادتوں کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ پانچ وقت کی "عبادتیں" اور (احکام دینیہ) کی پابندی یہ چیزیں تو خدا کے حصول اور اس کی تلاش کے لئے ہیں۔ جب ہم نے پا ہی لیا تو پھر کیا ہے۔ مگر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی بات کو سمجھ گئے اور کیسا عمدہ جواب دیا کہ تم اس کو پانے کا دعویٰ کر رہے ہو جو لا محدود ہے اور تم محدود ہو۔ اس لئے جہاں یہ دعویٰ کیا وہیں غرق ہو جاؤ گے۔ تو تکبر ہے جو انسان کو غرق کر دیتا ہے اور تکبر بھی اندھیروں کی پیداوار ہے۔ کبیر کہلانے کا حق صرف اس کا ہے جو جانتا ہے۔ پس دیکھیں اس آیت کے ہر لفظ کو ہر لفظ کے ساتھ خدا نے ایسے رشتوں میں باندھا ہے کہ وہ ظاہری طور پر بھی دکھائی دیتے ہیں اور گہرائی میں بھی مسلسل چلتے ہیں۔

پس اگر تم کوئی بلندی چاہتے ہو' اگر عظمت چاہتے ہو تو اللہ کے علم میں غرق ہو جاؤ اور اس کے علم کو اپنا لو' اس کے علم کے سائے تلے چلو تب تمہارے لئے بچنے کا امکان ہے اور پھر تمہاری حفاظت ہو گی۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو تمہاری نہ نیکی کی کوئی قیمت ہے نہ بدی کی کوئی حیثیت سب کچھ خدا کی نظر میں برابر ہی ہیں۔ یکساں دنیاوی زندگی بسر کر رہے ہو کبھی نیکی کے نام پر کبھی بدی کے شوق میں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے پھر فرماتے ہیں۔

"یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور اس کے ساتھ ا یک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ دنیا اور اس کی چیزیں اس کی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں۔"

(از خطبہ 17۔ مئی 1996ء)

اگر انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقتوں سے کام نہ لے کر اللہ تعالیٰ پر بدظنی کر کے دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے تو وہ ہلاکت اور کفر کی زندگی ہے اور اگر وہ خدا تعالیٰ کے احسانات کو دیکھتا اور ان کی قدر کرتا ہے تو اس کے لئے وہی جنت ہے۔

تقریب شادی

○ عزیز مکرم عطاء الرحمان احمد گورایہ صاحب ابن مکرم چوہدری محمد خالد گورایہ صاحب پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ کی بارات مورخہ 4۔ ستمبر بروز بدھ ان کے مکان واقع دارالرحمت وسطی سے دارالصدر شمالی برمکان مکرم چوہدری ظفر احمد صاحب کاہلوں ٹھیک دو بجے روانہ ہوئی۔ بارات کی روانگی کے وقت مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب سابق ناظر مال نے دعا کروائی۔ اور رخصتی کی تقریب کے موقع پر مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے دعا کروائی۔

اگلے دن ایوان محمود میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا جس میں ناظران صدر انجمن احمدیہ' وکلاء تحریک جدید اور دیگر عمائدین شہر کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت فرمائی۔ دعوت ولیمہ کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔

عزیز عطاء الرحمان احمد کے نکاح کا اعلان مورخہ 24۔ دسمبر 1995ء کو بہمراہ عزیزہ عائشہ باجوہ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے کیا تھا دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین۔

درخواست دعا

○ مکرم مرزا مبارک احمد صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ ابن مرزا نذیر احمد صاحب (وفات یافتہ) ڈسکہ کلاں گردے میں پتھری کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں۔ ان کا لاہور میڈیکل سنٹر میں اپریشن متوقع ہے۔ احباب جماعت سے اپریشن کی کامیابی اور بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم عامر شہزاد صاحب مقیم جرمنی چند ہفتوں سے مسلسل بیمار چلے آ رہے ہیں سخت تکلیف کی حالت میں ہیں آکسیجن اور خوراک کی نالی لگی ہوئی ہے۔ اور ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہیں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

25- تبوک 1375 ھش 25 - ستمبر 1996ء

نیکی کے لئے جدوجہد

زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے انسان ہر قسم کی تگ و دو کرتا ہے۔ لیکن وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ کسی کام میں اسے کامیابی ہو جاتی ہے اور کسی میں ناکامی۔ اگرچہ وہ خود تو یہ نہیں چاہتا کہ ناکامی کا منہ دیکھے لیکن بہرحال جب وہ اپنے زور بازو سے کام کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے اس بات کے امکان کو بھی سامنے رکھنا پڑتا ہے کہ وہ کامیاب بھی ہو سکتا ہے اور ناکام بھی۔ البتہ اگر وہ ہر کام کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگے اور اپنی تدابیر کو اپنے زور بازو سے مکمل کرنے کی بھی کوشش کرے تو کامیابی کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر کام میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کامیابی کی تعریف پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا جس طرح انسان چاہتا ہے اسی طرح کام ہو جانے کا نام کامیابی ہے یا اگر ویسا نہ ہو سکے تو کسی اور طرح پر جو کچھ اسے میسر آجائے اسے کامیابی کہتے ہیں۔ بہرحال اپنی تدبیر اور اپنی کوشش کے ساتھ دعاؤں کو شامل کرلینے سے کامیابی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اور کامیابی سے زیادہ اپنے دل کو تسکین میسر آجاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جسے ہم کامیابی کہتے ہیں وہ بعض اوقات ہمارے لئے ناکامی بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کے چھپے ہوئے ضرر ہمارے سامنے آکر ہمارے دل کا سکون چھین سکتے ہیں۔ جو شخص دعا کرتا ہے اس کے دل میں کوئی حسرت باقی نہیں رہ جاتی اس کی نگاہیں کامیابی اور ناکامی سے اوپر نکل جاتی ہیں اور جو کچھ بھی اسے حاصل ہوتا ہے اسے وہ اپنی خوشحالی کی دلیل سمجھ لیتا ہے۔ اور اس طرح خوش رہتا ہے۔ اسی لئے کہا جاسکتا ہے کہ جس شخص کا ساتھ خدا تعالیٰ دے اور جس شخص کے ساتھ خدا تعالیٰ پیار کرے وہ سب سے زیادہ خوش قسمت اور سب سے زیادہ خوش حال شخص ہے اور ایسی صورت کسی دوسرے شخص کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے لئے انسان کو خود مجاہدہ اور قربانی کرنے پڑتے ہیں۔ اپنے دل کو خدا تعالیٰ کی طرف لگانا پڑتا ہے خدا تعالیٰ کی رضا کو اپنا مطمح نظر بنانا پڑتا ہے۔ اور اپنے ہر کام کا نتیجہ اپنی بھرپور کوشش کے باوجود خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں دینا پڑتا ہے۔ اگر کوئی انسان ایسا کرے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اس دنیا میں بھی کامیاب زندگی گزاری اور اگلے جہان میں بھی وہ کامیابی ہی کا منہ دیکھے گا۔ اگر انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نقش نہ ہو اور اس کے ساتھ اس کا سچا اور زندہ تعلق ہو تو اس تعلق کے نتیجہ میں جو اسے تسکین ملتی ہے وہ اس دنیا کی جنت سے بھی تعبیر کی جاسکتی ہے اور چونکہ یہ دنیا دار العمل ہے اس لئے ہر وہ شخص جسے اس دنیا میں جنت مل جائے وہ یقینی طور پر اگلی دنیا میں بھی جنت ہی کا وارث ہوگا۔ پس یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنے والی ہے کہ ہماری توجہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف رہے۔ اپنا کام خود کرتے ہوئے اور اپنی تدبیر کو بروئے کار لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف یوں نظر رکھی جائے کہ وہ چاہے گا تو ہماری کوششوں کے بہتر نتائج پیدا کردے گا اور جب خدا تعالیٰ سے یہ امید رکھی جاتی ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس امید کے مطابق انسان کی مدد کرتا ہے۔

پس ہمیں اپنے لئے خود مجاہدہ اور قربانی کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق پیدا کرنا چاہئے اور اس تعلق کے نتیجہ میں اپنے تمام کام اپنی کوشش کے باوجود خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں دے دینے چاہئیں۔ ایسا کرنے سے ہماری دنیاوی زندگی بھی جنتی زندگی ہو سکتی ہے اور دوسری دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم جنت کے وارث ہو سکتے ہیں۔

اجنبی ہو کے ہر اک شخص کو پہچان گیا
ناشناسائی کو رشتے کی طرح مان گیا
اپنے احباب تو آنکھوں سے ہوئے ہیں اوجھل
غیر کا لطف جو دیکھا تو میں قربان گیا

ابو الاقبال

○

سُلگتے غم کی آنچ میں نظر پگھل پگھل گئی
کسی خیالِ جاوداں کی دھوپ جیسے ڈھل گئی
جدائی ایک شخص کی شہر کو بوڑھا کر گئی!
گھڑی تھی سمجھو موت کی نہ جانے کیسے ٹل گئی
وہ آگ تھی کہ الاماں وہ کرب تھا کہ الحذر
ہری جو دل کی شاخ تھی وہ ایک پل میں جل گئی
یہ فردِ جرم اس سے پہلے ہم نے تو سنی نہ تھی!
جو اس شہر کے باسیوں کا چین ہی نگل گئی
رہے گی کیا تمام عمر ساتھ یہ جدائی اب؟
سمجھ رہے تھے ہم کہ لو جی آج آئی کل گئی
کچھ اپنا من ہی ایسا تھا کہ جوگ ہم نے لے لیا
جدائی کی یہ شام جیسے راکھ منہ پہ مل گئی
نظر بدل گئی ہر ایک راستہ بدل گیا!
یہ دیکھئے زمانے کی تو چال ہی بدل گئی
سمجھ رہے تھے لوگ بَس ہمیں تو موت آگئی
یہ وار کتنا خوب تھا پہ زندگی سنبھل گئی
بلند حوصلے رہے نظر کبھی جھکی نہیں!!
قدم مسافتوں کی دوڑ کرکے خوب شل گئی
محبتوں کی ہر رِدا فقط ہمارے ساتھ ہے
جو دھوپ سخت تیز تھی سمجھئے اب نکل گئی
خدا کی راہ میں جئے تو حوصلہ ملا رہا
خدا کی راہ میں مرے ہماری ضد اٹل گئی

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

یوم تحریک جدید

4- اکتوبر 96ء بروز جمعہ منایا جائے

○ امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ

سال رواں 1996ء کا دوسرا یوم تحریک جدید مورخہ 4- اکتوبر 96ء بروز جمعہ منایا جائے اور جلسہ یوم تحریک جدید کی رپورٹ سے بھی دفتر کو مطلع فرمائیں۔

اگر کسی وجہ سے کسی جگہ 4- اکتوبر کو یوم تحریک جدید نہ منایا جاسکے تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو "جلسہ یوم تحریک جدید" منا کر رپورٹ ارسال فرمائیں۔ مربیان و معلمین کرام سے یوم تحریک جدید کو کامیاب بنانے اور اس کی رپورٹ بھجوانے کے لئے تعاون کی درخواست ہے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دعا

ماخوذ از رسالہ تشحیذ الاذہان ستمبر 1909ء

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون رقم فرمایا اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا:

"میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے لئے اپنی میز میں سے ایک مضمون تلاش کر رہا تھا کہ مجھے ایک کاغذ ملا جو میری ایک دعا تھی جو میں نے پچھلے رمضان میں کی تھی۔ مجھے اس دعا کے پڑھنے سے زور سے تحریک ہوئی کہ احباب کو بھی اس طرف متوجہ کروں۔ نہ معلوم کس کی دعا سنی جائے اور خدا کا فضل کس وقت ہماری جماعت پر ایک خاص رنگ میں نازل ہو۔ میں اپنا درد دل ظاہر کرنے کے لئے اس دعا کو یہاں نقل کر دیتا ہوں کہ شائد کسی سعید الفطرت کے دل میں جوش پیدا ہو اور وہ اپنے رب کے حضور میں اپنے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے دعاؤں میں لگ جائے جو کہ میری اصل غرض ہے وہ دعا یہ ہے۔

"اے میرے مالک میرے قادر خدا۔ میرے پیارے مولا۔ میرے رہنما۔ اے خالق ارض و سماء اے متصرف آب و ہوا اے وہ خدا جس نے آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک لاکھوں ہادیوں اور کروڑوں راہ نماؤں کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اے وہ علیم و قدیر جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان رسول مبعوث کیا... اے نور کے پیدا کرنے والے اور ظلمات کے مٹانے والے تیرے حضور میں ہاں صرف تیرے ہی حضور میں مجھ سا ذلیل بندہ جھکتا اور عاجزی کرتا ہے کہ میری صدا سن اور قبول کر۔ چونکہ تیرے ہی وعدوں نے مجھے جرأت دلائی ہے کہ میں تیرے آگے کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں۔ میں کچھ نہ تھا تو نے مجھے بنایا۔ میں عدم میں تھا تو مجھے وجود میں لایا۔ میری پرورش کے لئے اربعہ عناصر بنائے اور میری خبر گیری کے لئے انسان کو پیدا کیا۔ جب میں اپنی ضروریات کو بیان نہ کر سکتا تھا تو نے مجھ پر وہ انسان مقرر کئے جو میری فکر خود کرتے تھے۔ پھر مجھے ترقی دی اور میرے ذوق کو وسیع کیا۔ اے میری جان ہاں اے میری جان تو نے آدم کو میرا باپ بننے کا حکم دیا اور حوا کو میری ماں مقرر کیا۔ اور اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو جو تیرے حضور عزت سے دیکھا جاتا تھا اس لئے مقرر کیا کہ وہ مجھ جیسے ناسمجھ اور نادان اور کم فہم انسان کے لئے تیرے دربار میں سفارش کرے۔ اور تیرے رحم کو میرے لئے حاصل کرے۔ میں گناہ گار تھا تو نے ستاری سے کام لیا۔ میں خطاکار تھا۔ تو نے غفاری سے کام لیا۔ ہر ایک تکلیف اور دکھ میں میرا ساتھ دیا۔ جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑی تو نے میری مدد کی اور جب میں کبھی گناہ کرنے لگا تو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ باوجود میری شرارتوں کے تو نے چشم پوشی کی۔ اور باوجود میرے دور جانے کے تو میرے قریب ہوا۔ میں تیرے نام سے غافل تھا مگر تو نے مجھے یاد رکھا۔ ان موقعوں پر جب والدین اور عزیز و اقربا اور دوست و غمگسار مدد سے قاصر ہوتے ہیں تو نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا۔ اور میری مدد کی۔ میں غمگین ہوا تو تو نے مجھے خوش کیا۔ میں افسردہ دل ہوا تو تو نے مجھے شگفتہ کیا۔ میں رویا تو تو نے مجھے ہنسایا۔ کوئی ہو گا جو فراق میں تڑپتا ہو۔ مجھے تو خود ہی تو نے چہرہ دکھایا۔ تو نے مجھ سے وعدے کئے اور پورے کئے۔ اور کبھی نہیں کہ تجھ سے اپنے اقراروں کو پورا کرنے میں کوتاہی ہوئی ہو۔ میں نے تجھ سے وعدے کئے اور توڑے مگر تو نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا۔ میں نہیں دیکھتا کہ مجھ سے زیادہ گنہگار اور بھی ہو۔ اور میں نہیں جانتا کہ مجھ سے زیادہ مہربان تو کسی اور گنہگار پر ہو۔ تیرے جیسا شفیق وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جب میں تیرے حضور آکر گڑگڑایا اور زاری کی تو تو نے میری آواز سنی اور قبول کی۔ میں نہیں جانتا کہ تو نے کبھی میری اضطرار کی دعا رد کی ہو۔ پس اے میرے خدا میں نہایت درد دل سے اور سچی تڑپ کے ساتھ تیرے حضور میں گرتا اور سجدہ کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ میری دعا کو سن اور میری پکار کو پہنچ اے میرے قدوس خدا! میری قوم ہلاک ہو رہی ہے اسے ہلاکت سے بچا۔ اگر وہ احمدی کہلاتے ہیں تو مجھے ان سے کیا تعلق جب تک ان کے دل اور سینے صاف نہ ہوں۔ اور وہ تیری محبت میں سرشار نہ ہوں۔ مجھے ان سے کیا غرض۔ سوائے میرے رب اپنی صفات رحمانیت اور رحیمیت کو جوش میں لا اور ان کو پاک کر دے۔...... وہ تیرے دین کے لئے بے قرار ہو جائیں اور ان کے اعمال ان کے اقوال سے زیادہ عمدہ اور صاف ہوں۔ وہ تیرے پیارے چہرے پر قربان ہوں تیرے بانی سلسلہ کی دعائیں ان کے حق میں قبول ہوں اور اس کی پاک اور سچی تعلیم ان کے دلوں میں گھر کر جائے۔ اے میرے خدا! میری قوم کو تمام ابتلاؤں اور دکھوں سے بچا اور قسم قسم کی مصیبتوں سے ان کو محفوظ رکھ۔ ان میں بڑے بڑے بزرگ پیدا کر۔ یہ ایک قوم ہو جائے۔ جو تو نے پسند کرلی ہو۔ اور یہ ایک گروہ ہو جو تو اپنے لئے مخصوص کرے۔ شیطان کے تسلط سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔ اور ہمیشہ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا رہے۔ اس قوم کو دین اور دنیا میں مبارک کر۔ مبارک کر۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے جہانوں کے مالک تو ایسا ہی کر۔

اس کے بعد میں اپنے لئے اپنے بھائیوں کے لئے اپنی والدہ کے لئے اپنی ہمشیروں کے لئے اپنے دوستوں کے لئے ...... دعا کرتا ہوں اور نہایت عاجزی سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم کو دین دنیا میں مبارک کر، نیک کر، پاک کر، اپنے لئے چن لے۔ ہدایت کا پھیلانے والا بنا۔ دین کا خادم بنا اور صحت و پاک عمر عطا فرما۔ ہم دین حق پر مریں اور تو ہماری وفات کے وقت ہم پر خوش ہو اور ہماری عمر تیری ناراضگی سے پاک ہو۔

پھر میں خاص طور پر امام جماعت کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے رب! ان کے علم و فضل میں ترقی دے ان کو اپنے کام میں کامیاب کر اور ہر قسم کے دکھوں سے بچا اور ان کی تدابیر میں برکت ڈال اور ان راہوں پر چلا جو دین حق کے ہوں۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں:-

میری اس دعا کو یہاں نقل کرنے سے یہ غرض ہے کہ شائد کوئی نیک روح فائدہ اٹھائے۔ اور اس مبارک مہینہ میں خاص طور سے جماعت احمدیہ دین حق کی ترقی کے لئے دعاؤں میں لگ جائے۔ میں آخر میں پھر اپنے احباب پر زور دیتا ہوں کہ اس وقت کو ضائع مت کرو۔ رات کو خدا کے حضور چلاؤ۔ اور دن کو سجدہ کرو۔

یہ ایک ایسی تدبیر ہے کہ اگر تم میں سے ایک جماعت سچے دل سے ایسا کرنے والی نکل آئے تو خدا اپنے کلام میں کامیابی کا وعدہ دیتا ہے۔

پس کون بدبخت ہے جس کو خدا کے وعدوں پر اعتبار نہ ہو۔ خدا کرے کہ ہم لوگوں میں وحدت پیدا ہو اور ہم کو نیک اعمال اور دعاؤں کی توفیق ملے اور ظلمات کے دن دور ہو کر دین حق کا نورانی چہرہ دنیا پر ظاہر ہو۔

(دعائے مستجاب صفحہ 163)

ایک اچھی بات

اگر انسان کا وجود اللہ تعالیٰ کے بغیر ہوتا تو کچھ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی مگر اب تو ذرے ذرے کی حفاظت وہ ذات کر رہی ہے پھر کس بات کا غم اور خوف ہے

یاد رکھئے

1887ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے شحنہ حق کتاب تصنیف فرمائی اور اس کی اشاعت کی۔ اسی سال جون کے مہینے میں آپ نے انبالہ کا سفر اختیار فرمایا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت صاحب کی پر تکلف دعوت کی۔

امریکہ میں حضرت صاحب کی بازگشت مسٹر الیگزینڈر رسل ویب صاحب سے خط و کتابت بھی اسی سال ہوئی۔

اگست میں بشیر اول کی ولادت ہوئی۔ اور 17- ستمبر کو آپ کو داغ (نقل مکانی) کا (—) ہوا۔

1888ء میں 7- جنوری کو حضرت صاحب نے حضرت مولانا نور الدین صاحب کی بیماری کی وجہ سے جموں کا سفر اختیار فرمایا۔ مئی میں محمدی بیگم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (اطلاعات) فراہم کیں۔ جون میں حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ملا کہ آپ لوگوں کی بیعت لیں۔ مکرم سید محمد حسن خان صاحب کی دعوت پر حضرت صاحب نے پٹیالہ کا سفر اختیار فرمایا 4- نومبر کو بشیر اول وفات پا گئے۔ یکم دسمبر 1888ء ہی کو سبز اشتہار کی اشاعت کی گئی اور حضرت صاحب نے بیعت کا اعلان عام فرمایا۔

1889ء- 12 جنوری کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں دس شرائط بیعت کا اعلان کیا۔ 12- جنوری ہی کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ولادت ہوئی۔ (آپ 8- ستمبر 1965ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے) 18- جنوری کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عقیقہ کیا گیا۔ اور حضرت صاحب نے لدھیانہ کا سفر اختیار فرمایا۔ 4- مئی کو ایک اشتہار شائع کیا گیا جس میں بیعت کے اغراض و مقاصد درج کئے گئے۔ 4- مارچ کو شیخ مہر علی صاحب کے لڑکے کی تقریب شادی میں شمولیت کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ 23- مارچ لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقعہ محلہ جدید میں بیعت اولیٰ کا آغاز فرمایا اور اسی وقت سے جماعت احمدیہ کا آغاز ہوا۔ پہلے مردوں نے بیعت کی پھر عورتوں نے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا نور الدین صاحب نے بیعت کی۔ آپ کے بعد حضرت حافظ حامد علی صاحب۔ حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب۔ حضرت منشی اروڑے خاں صاحب بیعت میں شامل ہوئے۔ انہی ایام میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب۔ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور حضرت یعقوب علی صاحب تراب نے بھی بیعت کی۔ اپریل میں حضرت صاحب لدھیانہ سے علی گڑھ تشریف لے گئے۔ اور مئی میں آپ نے ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب شائع فرمایا۔

1890ء میں فتح (دین حق) اور توضیح مرام کی اشاعت کی گئی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اسی سال کفر کا فتویٰ جاری کیا۔

تصدیق براہین احمدیہ از حضرت مولانا نور الدین صاحب اسی سال شائع ہوئی۔ اور اسی سال حضرت نواب محمد علی خاں صاحب حضرت حامد علی شاہ صاحب سیالکوٹی اور حضرت غلام حسن صاحب پشاوری نے بیعت کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ احمدیت جلد چہارم

اخبار الفضل کا اجراء

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے 18 جون 1913ء سے اخبار "الفضل" جاری فرمایا- یہ نام خود حضرت امام جماعت اول نے تجویز فرمایا تھا- الحق 30 مئی 1913ء صفحہ 19 سے معلوم ہوتا ہے کہ الفضل کا نام پہلے آپ نے "فضل" رکھا تھا-

الفضل کا اجراء جماعت کی جن اہم ترین ضروریات کی تکمیل کے لئے ہوا ان کی تفصیل حضرت صاحبزادہ صاحب نے اخبار کے پراسپکٹس میں (جو اخبار "فضل" کا پراسپکٹس" کے نام سے وزیر ہند پریس امرت سر سے طبع ہوا) بایں الفاظ تحریر فرمائیں:-

پہلی ضرورت:- بڑھنے والی ضروریات میں سے ایک نئے اخبار کی ضرورت ہے بے شک ایک وہ زمانہ تھا جبکہ جماعت قلیل تھی- اور پھر اکثر لوگ زمینداروں کے طبقہ میں سے تھے- لیکن اب علاوہ اس مخلص جماعت کی ترقی کے ہزاروں مخلص تعلیم یافتہ پیدا ہو گئے- جن کے لئے علوم کو وسعت دینے کے لئے اخبار کی اشد ضرورت ہے-

دوسری ضرورت بعض احمدی ہیں کہ جو احمدی تو ہو گئے ہیں لیکن ان کو ابھی معلوم نہیں کہ احمدی ہو کر ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور کس طرح ہمیں دوسروں کی نسبت رسومات و بدعات اور مقامات اسراف سے بچنا چاہئے-؟"

تیسری ضرورت احمدی جماعت کو تاریخ (دین حق) سے واقفیت دلانا ضروری ہے-

چوتھی ضرورت ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کی اکثر قوموں میں اس وقت بے چینی پھیلی ہوئی ہے- اور ایک دوسرے کے خلاف بغض و عناد کا دریا جوش مار رہا ہے... اور اس سلسلہ میں ہندوستان میں بھی ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے... کہ جو عجیب عجیب رنگ سے بدظنیاں پھیلا رہا ہے... اور چونکہ ہمارا کوئی ایسا اخبار نہیں کہ جو سیاست کے اہم مسائل پر اس نقطہ خیال سے روشنی ڈالے کہ جو حضرت صاحب نے قائم کی ہے اس لئے خطرہ ہے کہ ہم میں سے بعض احباب اس رو میں نہ بہہ جائیں اس لئے ضروری ہے کہ اس معاملہ میں بڑے زور سے حضرت صاحب کی تحریروں کی روشنی سے روشنی ڈالی جائے اور احمدیوں میں اس سیاست کو رائج کیا جائے جسے حضرت صاحب نے پیش کیا-

پانچویں ضرورت احمدی جماعت میں تعلیم کا پھیلانا ہے-

چھٹی ضرورت آپس میں تعارف اور میل ملاپ کو ترقی دینا اور مصالحت-

ساتویں ضرورت احمدی جماعت کو دنیا کی ترقی سے آگاہ کرنا-

آٹھویں ضرورت دعوت الی اللہ کے لئے کوشش کرنا اور جن ممالک میں (دعوت الی اللہ) نہیں ہوئی ان کی طرف توجہ کرنا اور دشمنان (دین) کی تبلیغی کوششوں سے (احمدیوں) کو آگاہ کرنا-

"الفضل کے اجراء سے قبل حضرت صاحبزادہ صاحب نے استخارہ کیا- اور حضرت امام جماعت الاول کی خدمت میں اجازت کے لئے عرض کیا تو آپ نے لکھا- ہفتہ وار پبلک اخبار کا ہونا بہت ہی ضروری ہے جس قدر اخبار میں دلچسپی بڑھے گی خریدار خود بخود پیدا ہوں گے ہاں تائید الٰہی 'حسن نیت' اخلاص اور ثواب کی ضرورت ہے- زمیندار ہندوستان پیسہ میں اور کیا اعجاز ہے وہاں تو صرف دلچسپی ہے اور یہاں دعا بلکہ نصرت الٰہیہ کی امید بلکہ یقین توکلاً علی اللہ کام شروع کر دیں-"

الفضل کا انتظام مکمل ہو چکا تھا تو احمدیہ بلڈنگس لاہور سے پیغام صلح سوسائٹی کا پراسپکٹس ملا جس میں "پیغام صلح" کے نام سے ایک اور اخبار جاری کرنے کا اعلان تھا- تب آپ نے حضرت امام جماعت اول کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو اخبار کو روک دیا جائے لیکن حضرت صاحب نے اس پر ارشاد فرمایا- "مبارک ہے کچھ پروا نہ کریں وہ اور رنگ ہے یہ اور کیا لاہور میں اخبار بہت نہیں-"

چنانچہ الفضل جاری کر دیا گیا- الفضل کے لئے ابتدائی سرمایہ جن مبارک ہستیوں نے مہیا کیا- وہ تین تھیں-

1 آپ کی حرم اول حضرت ام ناصر جنہوں نے اپنے دو زیور پیش کر دیئے کہ ان کو فروخت کر دیا جائے آپ نے خود لاہور جا کر پونے پانچ سو روپیہ میں یہ زیور فروخت کئے- چنانچہ خود ہی فرماتے ہیں "اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا- اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی بہت بڑا سبب پیدا کر دیا-"

2 دوسرا مبارک وجود جس نے "الفضل" کے جسد میں روح پھونکی حضرت اماں جان کا تھا آپ نے اپنی ایک زمین جو ایک ہزار میں بکی "الفضل" کے لئے عنایت فرمائی-

3 تیسرا قابل صد احترام وجود حضرت نواب محمد علی خانصاحب کا ہے جنہوں نے اس غرض کے لئے نقد رقم کے علاوہ زمین بھی دے دی جو تیرہ سو روپیہ میں فروخت ہوئی-

الفضل کے اجراء میں آپ کے معاون خصوصی اور سٹاف کے سرگرم رکن جنہوں نے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ہاتھ بٹایا حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل تھے ان کے علاوہ ادارہ میں حضرت صوفی غلام محمد صاحب اور حضرت ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر بھی تھے- الفضل کا ابتدائی دفتر نواب محمد علی خانصاحب کے مکان کی نچلی منزل میں قائم ہوا- اس کے اولین کاتب محمد حسین صاحب تھے- اور مینجر مرزا عبدالغفور بیگ صاحب طابع و ناشر کے فرائض حضرت صاحبزادہ صاحب بنفس نفیس سرانجام دیتے تھے- الفضل کے پہلے پرچہ میں آپ نے جناب الٰہی میں نہایت دردمندانہ التجائیں اور دعائیں کیں کہ خدا کا نام اور اس کے فضلوں اور احسانوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس سے نصرت و توفیق چاہتے ہوئے الفضل جاری کرتا ہوں.... میرے حقیقی مالک میرے متولی تجھے علم ہے کہ محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے اور تیرے دین کی خدمت کے ارادہ سے یہ کام میں نے شروع کیا ہے (-) حضرت بانی سلسلہ کی سچائیوں کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے یہ ہمت میں نے کی ہے اے میرے مولیٰ اس مشت خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی راستہ دکھا- لوگوں کے دلوں میں (-) کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا-

حضرت امام جماعت اول نے جب پہلا نمبر پڑھا تو آپ نے تعریفی کلمات ارشاد فرمائے یہ تو ایک مبصر کی رائے تھی- مگر ہر شخص مبصر نہیں ہوتا- اس لئے چاروں طرف سے اس کی مخالفت کی آوازیں اٹھنے لگیں- اور جماعت کے ایک مخصوص عنصر نے تو شروع ہی سے جو آپ کا مخالف تھا ڈٹ کر مقابلہ کرنا شروع کر دیا- مگر آپ نے اس کی چنداں پرواہ نہیں کی بلکہ اس مزاحمت کو نیک فال سمجھا اور خدائی بشارتوں کے ماتحت اپنا قدم اور آگے بڑھاتے چلے گئے- چنانچہ آپ نے 1913ء میں شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی کے نام خط لکھا کہ:-

"الفضل چونکہ اصلاح کے لئے جاری ہوا ہے اور لوگوں کی ہاں میں ہاں ملانے کے لئے نہیں نکلا اس لئے اس کی اشاعت ابھی کم ہے احمدی تک مخالفت کرتے ہیں بعض جماعتوں نے بالکل نہیں خریدا- (-) ہر ایک نیک تحریک کی مخالفت ہوتی ہے- میں نے آج ہی خواب میں دیکھا کہ میں کسی شخص کو کہہ رہا ہوں- کہ سب (-) کی مخالفت ہوتی آئی ہے پھر میری کیوں نہ ہو- پھر دیکھا کہ ایک ستارہ ٹوٹا ہے لیکن بجائے نیچے جانے کے اوپر کی طرف چلا گیا ہے-

چنانچہ خدا کے فضل سے اس مخالفت کے باوجود جماعت کا رجحان "الفضل" کی طرف بڑھنا شروع ہوا اور مخالفت کے باوجود الفضل کی خریداری بڑھنے لگی- اس ترقی میں خدا کے فضل کے ساتھ ساتھ اس کے بلند معیار اور عظیم افادیت کا بھاری دخل تھا- عہد امامت اولیٰ میں اخبار الفضل نے تاریخی، ملکی، جماعتی، سیاسی اور اخلاقی غرضیکہ ہر قسم کے مضامین میں پوری جماعت کی راہنمائی کی- اور میدان صحافت میں یہاں تک اپنا سکہ بٹھالیا کہ "الہلال" کے ایڈیٹر مولوی ابوالکلام صاحب آزاد ان دنوں قید ہوئے تو ان کے سیکرٹری نے آپ کی خدمت میں چٹھی لکھی کہ مولانا آزاد کو گورنمنٹ نے نظربند کر دیا ہے ان سے پوچھا گیا کہ ہم آپ کو ایک اخبار کی اجازت دیتے ہیں تو انہوں نے صرف الفضل کی اجازت مانگی-

امامت ثانیہ کے قیام پر جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب امامت پر فائز فرما دیا- حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اس کی ادارت سنبھالی اور پرنٹر و پبلشر حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی تجویز ہوئے 27- اگست 1914ء تک کے پرچے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ادارت میں نکلتے رہے پھر عملی طور پر یہ ذمہ داری حضرت قاضی اکمل صاحب نے اٹھالی اب الفضل کا حلقہ عمل روز بروز وسیع ہوتا جا رہا تھا- اور قاضی صاحب کے ذمہ الفضل کی مینجری کے علاوہ اور کام بھی تھے- اس لئے ایک مستقل ایڈیٹر کی ضرورت محسوس ہوئی جس پر ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کی خدمات حاصل کی گئیں- مگر 11 جنوری 1916ء سے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل کے سپرد ادارت ہو گئی- چند دن کے بعد پھر حضرت قاضی اکمل صاحب ہی ایڈیٹر بنا دیئے گئے- ازاں بعد 4- جولائی 1916ء سے اس کے مستقل ایڈیٹر خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی مقرر ہوئے- جنہوں نے 30 برس تک یہ ذمہ داری نہایت کامیابی سے سنبھالی- 18 نومبر 1946ء سے ادارت کا کام شیخ روشن دین صاحب تنویر بی-اے ایل ایل-بی کے سپرد کیا گیا-

الفضل ابتداءً ہفتہ وار تھا- دسمبر 1913ء کے سالانہ جلسہ پر تین دن یعنی 26 تا 28 دسمبر اس کا روزانہ لوکل ایڈیشن شائع ہوا- امامت ثانیہ کے قیام سے لے کر 7- نومبر 1915ء تک ہفتہ

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن العطاء

میرا کالم

گزشتہ دنوں ایک معزز قاری نے ہمیں لکھا کہ کیا آپ ولیمہ کی دعوتوں کے متعلق میرے اس خیال کو اپنے اخبار کے قارئین تک پہنچانا مناسب سمجھیں گے کہ اگر کھانا لیتے وقت دھکم پیل کی بجائے لوگ "کیو" بنائیں اور کھانا لے کر ایک طرف ہو جائیں تو زیادہ آسانی سے ہر شخص کو کھانا مل سکے گا- اور زیادہ اطمینان کے ساتھ ہر شخص کھا سکے گا- یہ بات ہم نے اب اپنے قارئین تک پہنچا تو دی ہے لیکن ہمیں خود اس بات کا یقین نہیں کہ کیا ایسے موقعوں پر تھوڑی بہت دھکم پیل سب کی خوشی کا باعث بنتی ہے اور زندگی کے آثار کا اظہار کرتی ہے یا لائن بنا کر کھانا لے کر ایک طرف ہوتے چلے جانا- کھانا لے کر ایک طرف ہوتے چلے جانا تو اس لئے ضروری ہے کہ جہاں کھانا رکھا ہوا ہے وہاں زیادہ رش نہ ہو لیکن کسی حد تک تو رش ہو گا ہی اور اس رش کو برداشت کرنے کے لئے حوصلہ بھی پیدا کرنا چاہئے اور بشاشت بھی-

گزشتہ دنوں ایک صاحب نے بتایا کہ ایک ولیمہ پر کچھ لوگ کھانا لے رہے تھے ایک آٹھ نو سال کا بچہ دوسروں کے بیچ میں سے ہوتا ہوا آگے بڑھ کر یوں کھانا لینے لگا کہ اگر اس کا چمچہ اس کے ہاتھ سے ذرا بھی کھسک جائے تو ارد گرد کھڑے لوگوں کے کپڑوں پر سالن گر جائے- ایک صاحب نے اس بچے سے کہا کہ اتنی زور ازاری کی ضرورت نہیں ہے- آپ کو سب کچھ مل جائے گا- ذرا ٹھہریئے- ان صاحب کو یہ علم نہیں تھا کہ اس بچے کے والد محترم قریب ہی کھڑے تھے اور اس بچے کی زور ازاری پر خوش ہو رہے تھے- جب انہوں نے دیکھا کہ کسی شخص نے اس بچے کو اس زور ازاری سے روکا ہے تو ان سے نہ رہا گیا- کہنے لگے بیٹا ادھر آجاؤ وہاں بزرگ کھڑے ہیں- ان صاحب نے کہا کہ میں نے بزرگی کی وجہ سے یہ بات نہیں کہی میں نے تو اس بچے کو اپنا بیٹا سمجھ کر اس کی تربیت کے لئے یہ بات کہی ہے- اور یہ بھی کہنے کو جی چاہا ہے کہ کیا اس کے والد نے اس کی تربیت نہیں کی- تربیت کے لئے کون سا زمانہ زیادہ موزوں ہے- بچپن کا یا بڑے ہونے کے بعد کا- حقیقت یہ ہے کہ تربیت کے لئے بچپن کا زمانہ ہی زیادہ موزوں ہے- اگر بچوں کو بچپن ہی میں سمجھایا جائے کہ کسی موقعہ پر کیا کرنا ہے اور ادب آداب کا کس طرح خیال رکھنا ہے تو یقیناً بڑے ہو کر ان کا بہتر کردار سامنے آئے گا- نہ صرف لوگ اس بچے کی تعریف کریں گے بلکہ خود بھی اس سے سبق حاصل کریں گے- بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بڑی عمر کے لوگ بڑی عمر کے لوگوں سے کچھ کہیں تو بات کی اثر پذیری ظاہر نہیں ہوتی- لیکن اگر یہ بڑی عمر کے لوگ کسی بچے کو اچھا کردار دکھاتے دیکھیں تو فوراً ان کے دل پر اثر ہوتا ہے بچے کی تعریف بھی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی بدلنے کی کوشش کرتے ہیں- اسی لئے تو رسول کریم ﷺ نے اپنے نواسے کو فرمایا کہ اپنے آگے سے کھاؤ اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ- اگرچہ اس نواسے کی عمر ابھی بہت چھوٹی تھی- لیکن تربیت کے لئے عمر کا سوال پیدا نہیں ہوتا- اسی طرح ایک موقعہ پر جب صدقہ کی ایک کھجور رسول اکرم ﷺ کے نواسے نے منہ میں ڈال لی تو آپ نے اپنی انگلی اس کے منہ میں ڈال کر وہ کھجور نکال دی- عام طور پر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ذرا سا بڑا ہو گا تو سب باتیں سمجھ جائے گا- سمجھ تو جائے گا- لیکن ان پر عمل اس لئے نہیں کرے گا کہ شروع سے اسے یہ نہیں بتایا گیا کہ اسے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے- علم اور چیز ہے اور عمل اور چیز- علم ہونے کے باوجود بعض لوگ بلکہ اکثر لوگ عمل نہیں کرتے اسی لئے تو ان کی یہ مثال دی جاتی ہے کہ جس طرح گدھے پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا جائے- علم تو ہوتا ہے اور بڑے ہو کر بہت سا علم حاصل کر لیا جاتا ہے- لیکن اگر عمل کی عادت شروع ہی سے نہ ڈالی جائے تو علم کی موجودگی میں بھی عمل مشکل ہو جاتا ہے- پس یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ بچے کی کوئی بھی ایسی عمر نہیں یعنی چھوٹی سے چھوٹی عمر بھی جس میں اس کی تربیت کا خیال نہ رکھا جائے- جس میں یہ کہا جائے کہ بڑا ہو کر خود ہی سمجھ جائے گا- جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے سمجھ تو یقیناً جائے گا- لیکن عمل پر آمادہ نہیں ہو گا- بے شک دوسروں سے کہے کہ اس طرح نہیں اس طرح کرو لیکن یہ بھی اس کے علم کا اظہار ہو گا عمل کا نہیں-

پس اس شخص نے جب ہمیں یہ بتایا کہ اس بچے کے والد محترم نے کہا کہ بیٹا ادھر آجاؤ وہاں بزرگ کھڑے ہیں اور اس شخص نے یہ کہا کہ میں نے بزرگی کی وجہ سے نہیں بچے کی تربیت کی وجہ سے یہ بات کہی ہے- تو ہمیں خیال آیا کہ واقعی نہ صرف ولیمے کی تقریب پر بلکہ ہر تقریب پر اور ہر مجلس میں اور گھر میں بھی بچوں کی ایسی تربیت آغاز ہی سے کرنی چاہئے- ان کا کردار اسی طرح بلند ہو سکتا ہے- یاد رہے کہ کردار علم سے نہیں بنتا- عمل سے بنتا ہے- اور عمل جیسا کہ ہم نے کہا ہے جب تک اس کی عادت نہ ہو رونما نہیں ہوتا- جب تک اس کی عادت نہ ہو اس پر عمل نہیں ہوتا- خدا تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم اپنے بچوں کی شروع ہی سے تربیت کا خیال رکھیں اور کبھی یہ نہ کہیں کہ بڑا ہو کر یہ

باقی صفحہ 6 پر

یاد رفتگان

ظہور احمد ناصر

مولوی محمد امیر صاحب

برادر اکبر محترم مولوی محمد امیر صاحب اپنے والدین کی سب سے پہلی اولاد تھے- ایک محتاط اندازے کے مطابق پنجاب کے ایک متوسط زمیندار گھرانے میں 1910ء میں پیدا ہوئے-

ایک احمدی بزرگ (سکول ٹیچر) محترم سید لال شاہ صاحب کی صحبت میں بیٹھ کر حضرت بانی سلسلہ کی بعض کتب پڑھنے کا موقعہ ملا- تحقیق حق کی جستجو جاری رکھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فطرت نیک تھی- جلد ہی قبول احمدیت کی توفیق ملی- اور مخالفت اور ابتلاؤں کے ایک طویل دور سے گزرنا پڑا- پہلے والد صاحب نے ڈرایا دھمکایا- والد صاحب اور تایا جان ہر سہ بھائیوں نے بدنی سزا کے طور پر زدوکوب کیا- صبر و استقلال سے بزرگوں کے آگے گستاخانہ ہاتھ نہ اٹھایا- لیکن

یہ ایسا نشہ تو نہ تھا جسے ترشی اتار دے

والد صاحب نے جب بیٹے کے انحراف کی کوئی صورت نہ دیکھی تو بالآخر گھر سے دھکے مار کر یہ کہہ کر نکال دیا- کہ تم آج سے میرے بیٹے نہیں ہو- بھائی جان کی بیعت 1928ء کی ہے- جبکہ عاجز راقم کی عمر اس وقت صرف دو سال تھی- بیوی جو چچا زاد تھی- دو بچیوں کو بھی لے کر میکے جا بیٹھی- آخر دم تک نہ آئی- حالانکہ بھائی جان نے سسرال سے صلح کی بہت کوششیں کیں- بار بار جا کر سمجھاتے رہے لیکن ان ہر سہ ماں بیٹی کی قبریں ادھر ہی بنیں- بچیاں آخر دم تک باپ کو یاد کرتی رہیں- اور کم سنی میں ہی فوت ہو گئیں- جلاوطنی کا تین سال کا زمانہ قادیان میں گزارا- اور فرمایا کرتے تھے- کہ "مرکز کی دینی فضا اور دربار امامت کے درس و تدریس نے مجھے حقیقتاً ایک جاٹ سے مولوی بنا دیا" جو در حقیقت خوش قسمتی تھی- بھائیوں اور بھتیجوں کے رویہ سے تنگ آکر والد صاحب نے خط لکھ کر گھر واپس بلا لیا- کہ "اپنے عقیدہ پر قائم رہو- لیکن گھر آجاؤ-" علاوہ ازیں برادری کی طرف سے جو تکالیف دی گئیں اس طویل داستان کو بخوف طوالت میں چھوڑتا ہوں- آخر کار سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہزاروں کے نقصانات برداشت کرتے ہوئے دو دفعہ مزید جلاوطنی اختیار کرنا پڑی-

اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کا اجر ان کی اولاد کو عطا فرمائے آٹھ سال بعد دوسری شادی احمدی گھرانے میں ہوئی- میرے بھائی جان انہماک سے دعائیں کرنے الے اور دعاؤں کی قبولیت پر کامل یقین رکھنے والے تھے- محترم بھائی جان ہمارے خاندان کے سب سے پہلے احمدی تھے- احمدیت ہمیں ورثہ میں دے گئے- 20 سالہ دور احمدیت میں ابتدائی تین سالہ جلاوطنی کے علاوہ بقیہ 17 سال مقامی جماعت کے بیک وقت 2-2-3-3 عہدوں پر مثالی کام کرنے کی توفیق پائی- نہایت محنت و جانفشانی سے جماعتی خدمات سرانجام دیں- عمر نے وفا نہ کی- عین جوانی میں صرف 38 سال کی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آگیا- بیوہ کے علاوہ دو کم سن بچے یادگار چھوڑے- مختصر علالت کے بعد نومبر 1948ء میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے- جبکہ چھوٹے بھائی (خاکسار) کو حفاظت مرکز کی غرض سے قادیان بھجوا رکھا تھا- صرف 42 یوم بعد ہمارے ضعیف و بوڑھے والد صاحب بھی فوت ہو گئے- اور اسی بناء پر دربار امامت کی اجازت سے مجھے قادیان کی درویشی چھوڑ کر واپس گھر آنا پڑا- جبکہ سارا خاندان غیر احمدی بلکہ مخالف تھا- بغرض تحریک دعائے خاص یہ امر بھی قابل ذکر ہے- کہ 17/18 سال تک محترم والد گرامی اور مکرم بھائی جان ہر دو کے عقیدہ کے تضاد نے ہمارے گھر میں بے چینی کی فضا بنائے رکھی- بالآخر محترم والد صاحب بھی 1946ء میں میرے ذریعہ داخل احمدیت ہوئے- والد گرامی رائے محمد مراد صاحب کو میں اپنے ساتھ قادیان لے گیا- تو پہلی ملاقات بلکہ پہلی نظر میں ہی حضرت امام جماعت الثانی کے گرویدہ ہو گئے- اور فوراً بیعت کر لی- بلکہ بہت پچھتائے- کہ "محض تعصب کی بناء پر میں کیوں ایک لمبا عرصہ احمدیت سے دور رہا-" اس موقعہ پر محترم بھائی جان کو انتہائی خوشی ہوئی- اور بار بار مبارکباد دے کر مجھے فرمایا- کہ تم مجھ سے سبقت لے گئے ہو- جو والد صاحب کو بیعت کرائی ہے- بھائی جان کی صحت اور جوانی مثالی تھی کلائی پکڑنے میں علاقہ بھر میں ایک مثال تھے زندگی بھر کسی جلسہ سالانہ پر حاضری کا ناغہ نہ کیا- جلسہ گاہ میں اکثر واقف کار احباب بھائی جان کے دینی نعروں کی گرجدار آواز سے ہی دور سے ہی ڈھونڈ اور پہچان لیا کرتے تھے- احمدیت اور امامت کے فدائی عاشق صادق تھے- دعوت الی اللہ کے میدان میں دیوانہ وار دلیر اور نڈر تھے- بڑے ہی مہمان نواز تھے- مرکز سے آمدہ انسپکٹران و علماء سلسلہ کی خدمت و مہمان نوازی سے بہت خوشی محسوس کیا کرتے تھے- بعض مسافروں کی سہولت کی خاطر اپنی گھوڑی پیش کر دیا کرتے تھے- اور مسافروں کی ہر ممکن خدمت کو ایک سعادت سمجھتے تھے- میری ہر ممکن تعلیم و تربیت میں ہمیشہ کوشاں رہے- مجھے ایک مثالی احمدی دیکھنے کے متمنی تھے-

عہد درویشیہ قادیان کے دوران ایک مکتوب

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

نرسیمار اؤ کا استعفیٰ

جمعہ 10- مئی 1996ء کو بھارت کے سابق وزیراعظم مسٹر نرسیمار اؤ نے انتخابات میں شکست کھانے کے بعد وزارت عظمیٰ کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ اس کے بعد چند دن کے لئے بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے مسٹر اٹل بہاری واجپائی نے حکومت سنبھالی مگر وہ لوک سبھا سے اعتماد کا ووٹ حاصل نہ کرسکے۔ اس کے بعد چودہ جماعتی مخلوط یونائیٹڈ گروپ نے کانگرس کے تعاون سے حکومت بنا لی اور دیو گوڑا وزیراعظم بن گئے جو ابھی تک کامیابی سے وزارت عظمیٰ پر فائز ہیں۔

مسٹر راؤ کے وزارت عظمیٰ سے ہٹنے کے بعد ان کے بارے میں رشوت کے ایک سکینڈل کا انکشاف ہوا اور عدالتوں میں ان کے خلاف مقدمات کی سماعت شروع ہو گئی۔ بھارت کے قانون نافذ کرنے والے ممتاز ادارے سی بی آئی نے تحقیقات شروع کر دی۔ اس پر مسٹر راؤ پر یہ دباؤ بڑھنا شروع ہوا کہ وہ کانگرس پارٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیں۔ ابتداء میں ان کے حامی بڑے مضبوط تھے اور اپنی پارٹی میں ان کی پوزیشن مستحکم تھی۔ مگر بڑھتے ہوئے دباؤ کے آگے وہ نہ جم سکے اور اپنی پارٹی کو بدنامی سے بچانے کے لئے بالاخر انہوں نے اپنی پارٹی کی قیادت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

مسٹر نرسیمار اؤ اس وقت حادثاتی طور پر بھارت کے وزیراعظم بنے تھے جب سابقہ الیکشن کے پہلے مرحلے میں مسٹر راجیو گاندھی کامیاب ہوتے نظر آرہے تھے اور یہ بات قریباً یقینی تھی کہ وہ بھارت کے آئندہ وزیراعظم ہوں گے۔ لیکن ایک انتخابی جلسے میں ایک بم دھماکے میں ان کی ہلاکت کے بعد کانگرس کی قیادت میں خلا پیدا ہو گیا۔ کانگرس کے ارکان نے مسٹر راجیو کی بیوہ سونیا گاندھی کو پارٹی کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن مسز سونیا گاندھی راضی نہ ہوئیں۔ اس پر مسٹر راؤ اپنی سینیئر حیثیت کی وجہ سے کانگرس کے صدر اور ملک کے وزیراعظم بن گئے۔ حالانکہ مسٹر راؤ جو ملک کے سابق وزیر خارجہ رہے تھے اپنی پیرانہ سالی اور دل کے آپریشن کی وجہ سے گوشہ نشین ہو چکے تھے۔ قیادت کا خلا پر کرنے کے لئے ان کے نام پر اتفاق کر لیا گیا اور ایک ایسے الیکشن کی کامیابی کا پھل ان کی جھولی میں ڈال دیا گیا جو انہوں نے نہیں لڑا تھا۔ ابتداء میں مسٹر نرسیمار اؤ کو کامیاب وزیراعظم قرار دیا گیا۔ لیکن بعد ازاں وہ اپنی پارٹی کو سنبھال نہ سکے۔ کشمیر میں تحریک آزادی ان ہی کے دور میں تیز ہوئی۔ اپنی پارٹی کے کئی ارکان کو باغی ہونے سے وہ نہ روک سکے۔ حالیہ الیکشن 1996ء سے پہلے ہی کانگرس کی ناکامی واضح نظر آرہی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس کے ذمہ دار مسٹر راؤ ہی تھے۔ الیکشن ہار جانے کے بعد بھی ان کی اپنی جماعت کی قیادت پر گرفت ڈھیلی نہ ہوئی۔ اور اگرچہ خیال یہی تھا کہ الیکشن ہارنے کے بعد ان کو پارٹی قیادت سے الگ ہو جانا چاہئے تھا لیکن وہ اپنی پارٹی کی صدارت کا انتخاب ایک بار پھر جیت گئے۔ حالیہ رشوت سکینڈل میں اگرچہ ابھی تک ان کے خلاف عائد کردہ الزامات حتمی طور پر ثابت نہیں ہو سکے لیکن اس سکینڈل نے ان کی مقبولیت کے ساتھ ان کی پارٹی کی مقبولیت کو بھی نقصان پہنچایا۔

بھارت میں جمہوری روایات بے حد مستحکم ہیں اور جمہوری ملکوں کی روایات یہی ہوتی ہیں کہ پارٹیوں کے سربراہ اپنی ذات کی بجائے پارٹی مفادات کو سامنے رکھ کر فیصلے کرتے ہیں۔ جمہوری ملکوں میں پارٹی مفاد کو سامنے رکھ استعفے دینے کی روایات موجود ہیں۔ لہٰذا مسٹر نرسیمار اؤ نے بہتر یہی سمجھا کہ وہ پارٹی صدارت سے مستعفی ہو جائیں تاکہ آئندہ الیکشن میں جو پانچ سال بعد ہونے کی بجائے مستقبل قریب میں ہونے متوقع ہیں' کانگرس کو بہتر حیثیت حاصل ہو جائے۔

OOO

طالبان کی کامیابیاں

چند ہفتے قبل افغانستان کے عسکری گروپ طالبان نے جب جلال آباد پر قبضہ کیا تو عالمی حالات و واقعات کا مطالعہ کرنے والوں نے اپنی توجہات کا رخ افغانستان کی طرف موڑ لیا۔ اس کے بعد سے طالبان مسلسل کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں۔ جلال آباد کے بعد انہوں نے نعمان اور اب کنڑ کے صوبے پر بھی قبضے کر لیا ہے۔ انہوں نے شمال میں اپنی پیش قدمی جاری رکھی ہوئی ہے۔ اور عنقریب افغانستان کی حکومت اور طالبان کے درمیان ایک شدید اور فیصلہ کن جنگ متوقع ہے۔

ماضی قریب میں جب صدر برہان الدین ربانی نے حزب اسلامی کے گلبدین حکمت یار کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیابی حاصل کی تو اسے صدر ربانی کی بڑی فتح قرار دیا جا رہا تھا۔ اور خیال تھا کہ اب شاید طالبان کامیابی نہ حاصل کر سکیں۔ لیکن طالبان نے اپنی فتوحات کا جو سلسلہ مسلسل جاری رکھا ہوا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ افغانستان کی حکومت کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔

افغانستان کے 32 صوبوں میں سے سولہ پر پہلے ہی طالبان کا کنٹرول تھا اب تین مزید صوبے انہوں نے فتح کر لئے ہیں۔ جس کے بعد ان کا سکور 19 ہو گیا ہے جبکہ صدر ربانی کی حکومت 6 صوبوں پر قابض ہے اور دیگر صوبوں پر تین اور جماعتیں قابض ہیں جن میں سے 5 پر عبدالرشید دوستم کی افواج کا قبضہ ہے۔ اور عبدالرشید دوستم ابھی حالات کے رخ پر نظر رکھے ہوئے ہیں صدر ربانی کی حکومت کوشش کے باوجود انہیں اپنے ساتھ نہیں ملا سکی۔

طالبان وہ عسکری گروپ ہے جو افغانستان کی روس کے ساتھ جنگ کے بعد وجود میں آیا۔ اس پر پاکستان نواز ہونے کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ حال ہی میں جب پاکستان کے وزیر داخلہ مسٹر نصیراللہ خان بابر کے بارے میں کہا گیا کہ وہ طالبان کے کمانڈر انچیف ہیں تو انہوں نے اس کی تردید کی تاہم انہوں نے پیشگوئی کی تھی کہ طالبان جلد ہی کنڑ پر قبضہ کر لیں گے اور اس کے بعد اگر وہ کابل پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پاکستان ان کی حکومت کو تسلیم کر لے گا۔

افغانستان کے صدر ربانی کی حکومت کی حمایت میں بھارت اور روس شامل ہیں۔ افغان حکومت نے طالبان کی حالیہ پیش قدمی کے بعد پھر یہ الزام لگایا کہ پاکستان طالبان کو اسلحہ اور فوجی مہیا کر رہا ہے۔ پاکستان کے دفتر خارجہ نے اس الزام تردید کی ہے۔

OOO

بقیہ صفحہ 4

میں تین بار چھپتا رہا۔ بعد ازاں دوبار کر دیا گیا۔ 31- جولائی 1924ء سے 8 دسمبر 1925ء تک اس کی اشاعت ہفتہ میں تین بار رہی۔ 11 دسمبر 1925ء سے ہفتہ میں پھر دوبار ہو گیا۔ 22- اپریل 1930ء سے اس کی ہفتہ میں چار اشاعت ہونے لگی۔ پھر 30 مئی سے تین بار اور 7 مارچ 1935ء تک سہ روزہ ہی رہا۔ مدّوجزر کے اس وسیع سلسلہ کے بعد آخر 8 مارچ 1935ء سے الفضل مستقل طور پر روزانہ کر دیا گیا۔

الفضل کے ذریعہ امامت اولیٰ میں احمدیہ پریس کو بے حد تقویت ہوئی اور امامت ثانیہ کے دور میں تو نصف صدی سے وہ احمدیت کی ایسی شاندار خدمات سرانجام دے رہا ہے کہ جن کے بیان کی ضرورت نہیں۔ وہ سلسلہ کا واحد ترجمان اور آرگن ہے اور سلسلہ کی پچاس سالہ تاریخ کا حامل! حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اس کی عظمت و اہمیت بتائے ہوئے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ "آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں۔ مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی۔ لیکن کوتہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم ص 475 تا 483)

بقیہ صفحہ 5

ساری باتیں سمجھ جائے گا۔ حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ بچپن میں ہی بچے کو دین سکھائیں۔ یہ کہنا کہ بڑا ہو کر سیکھ لے گا۔ یہ بات اس کی تباہی کا باعث بن سکتی ہے بڑا ہو کر وہ ہرگز نہیں سیکھے گا۔ اور اگر اسے دین کا علم حاصل بھی ہو جائے گا تو اس پر عمل کی طرف اس کی طبیعت کا میلان نہیں ہو سکے گا۔ پس بچپن ہی سے تربیت کا خیال رکھنا لازمی ہے۔

بقیہ صفحہ 5

یں ایک دفعہ مجھے لکھا۔ "عزیزم! تربیت روحانی کے ساتھ ساتھ ورزش جسمانی کا بھی اہتمام رکھیں۔ تاکہ خاندانی روایات قائم رہیں۔" ہمارا بھی تعلق چونکہ ایک گھڑ سوار خاندان سے ہے۔ سو بچپن میں ہی مجھے گھوڑی تیز دوڑاتے دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ میرا ایک طرف جماعتی اجلاسات میں تلاوت کرنا اور نظمیں پڑھنا اور دوسری طرف کھیل کے میدان میں لانگ جمپ' ہائی جمپ اور کبڈی وغیرہ کھیلنا ان کے لئے باعث مسرت ہوا کرتا تھا۔ زمینداری و کاشتکاری کے علاوہ چونکہ طب (یونانی) کی پریکٹس بھی کیا کرتے تھے۔ ان کی وفات پر بعض مفت علاج کرانے والے غرباء کی چیخیں سنی گئیں۔ ہر کس و ناکس کے حقیقی ہمدرد۔ ناصح اور مشیر تھے۔ برادری کے غیر از جماعت مخالفت کے باوجود ان سے خاندانی جھگڑوں کے فیصلے کروایا کرتے تھے۔ ہر قسم کے سفر میں خواہ گھوڑے پر ہوں۔ ٹرین یا بس میں عامۃ الناس کو پیغام حق پہنچانے میں کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ ہر میدان میں جرأت مندی کا مظاہرہ کیا۔ مقامی جماعت کے امام عبادات اور خطیب بھی تھے۔ تلاوت پرسوز خوش الحانی سے کرتے۔ ہر ادا سے عاشقانہ رنگ چھلکتا تھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بھائی جان ہر جماعتی تحریک میں لبیک کہتے ہوئے حصہ لیا کرتے تھے۔ تحریک جدید کے ابتدائی دور اول سے ہی مجھے بھی ساتھ شامل کر لیا تھا۔ حالانکہ ان ایام میں میرا ابھی بچپن ہی تھا۔ بھائی جان نے زمانہ شعور سے ہی مجھے پختہ احمدی بنایا۔ میری عمر ابھی 8 سال تھی۔ جب سب کچھ خوب سمجھا کر میری بھی تحریری بیعت 1934ء میں والد کی بیعت کے ساتھ ہی بھجوادی تھی۔ اسی سال والدہ محترمہ کی وفات ہو گئی تھی قارئین الفضل سے مودبانہ استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی جان کی دعاؤں کے جواب میں ہر دو بیٹوں مولانا محمد جلال شمس اور ذوالفقار احمد قمر حال جرمنی اور ان کی اولاد کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ دائماً انہیں دامن امامت سے وابستہ و پیوستہ رکھے۔ اور اس عاجز راقم۔ ان کے والد صاحب اور ساری جماعت کی دعائیں ہمیشہ ان کے شامل حال رہیں۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل
آج کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

بدھ 25- ستمبر 1996ء

12-00 رات-اردو کلاس حضرت صاحب کے ساتھ-
1-00 اراؤنڈ دی گلوب ہماری کائنات-
1-30 متفرق پروگرام-
2-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس-از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع 96-9-24 (دوبارہ)-
3-00 چینی زبان سیکھئے-
3-30 حکایات شیریں (نیا)-
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
4-30 چلڈرنز کارنر-
5-00 لقاء مع العرب-(دوبارہ)-
6-00 طبی معاملات-بچہ کی حفاظت حصہ سوئم- میزبان ڈاکٹر عالیہ عصمت مہمان ڈاکٹر امتہ الرقیب-
6-30 ایک نو احمدی کے ساتھ گفتگو محمد شفیق صاحب-
7-00 (صبح) اردو کلاس حضرت صاحب کے ساتھ-
8-00 چینی زبان سیکھئے (دوبارہ)-
8-30 حکایات شیریں (دوبارہ)-
9-00 ترجمہ کلام الٰہی از حضرت امام جماعت الرابع 96-9-24 (دوبارہ)-
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
10-30 چلڈرنز کارنر-
11-00 روسی پروگرام-
12-00 (دوپہر) اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات-
12-30 متفرق پروگرام-
1-00 لقاء مع العرب-(دوبارہ)-
2-00 بنگلہ پروگرام-اردو پروگرام-
3-00 (سہ پہر) ترجمہ کلام الٰہی از حضرت جماعت احمدیہ الرابع (سابقہ قسطیں (دوبارہ)-
4-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
4-30 چلڈرنز کارنر-
5-00 افریقن پروگرام-
6-00 (شام) نیچرل کیور-ہومیو پیتھی کلاس-از حضرت امام جماعت الرابع 96-9-25 (نیا)-
7-00 درثمین-حصہ 9-
7-30 متفرق پروگرام-
8-00 لقاء مع العرب (نیا)-
9-00 فرنچ پروگرام-
10-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
10-30 چلڈرنز کارنر - ملاقات حضرت امام جماعت الرابع (نیا)-
11-00 جرمن پروگرام-

درخواست دعا

○ مکرمہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم ملک اللہ بخش صاحب (دفتر تحریک جدید) پتہ کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں اور فیصل آباد الائیڈ ہسپتال کے سرجیکل وارڈ میں داخل ہیں- چند دن تک اپریشن وغیرہ کا فیصلہ ہو گا-

احباب جماعت کی خدمت میں ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے-

نکاح

○ مکرم نعمان شریف السلام صاحب ابن مکرم پروفیسر شریف احمد چودھری صاحب کوٹلی آزاد کشمیر کا نکاح ہمراہ عزیزہ سمیرہ قمر صاحبہ بنت مکرم احمد علی قمر صاحب آف کینیڈا' مورخہ 30- اگست 1996ء کو مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب امیر ضلع جماعت احمدیہ کوٹلی نے بعوض 10'000 کینیڈین ڈالر حق مہر پڑھا-

احباب سے اس نکاح کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے-

○ مکرم چوہدری نعیم احمد صاحب آف فیصل ٹاؤن لاہور کی بیٹی عزیزہ فرح نعیم کا نکاح ہمراہ عزیز مکرم محمد احمد صاحب ابن مکرم عبدالرشید صاحب حبیب ہومز ماڈل ٹاؤن لاہور سے مکرم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن لاہور نے 13- ستمبر 1996ء کو پڑھا- عزیزہ فرح نعیم مکرم مہر اللہ دتہ صاحب (وفات یافتہ) آف فیصل آباد کی پوتی اور مکرم چوہدری اکبر علی صاحب ربوہ (وفات یافتہ) کی نواسی ہیں-

مولا کریم اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مبارک کرے-

نوٹ بک

○ سیاہ کور نوٹ بک جس میں حسابات درج ہیں مورخہ 96-8-26 کو دارالصدر غربی میں گم ہو گئی ہے- جن صاحب کو ملی ہو براہ کرم صدر عمومی ربوہ کو پہنچا دیں-

ضروری اعلان

○ جب سے ڈاک خانہ کے عام لفافہ کی قیمت 2-25 روپے مقرر ہوئی ہے- اور اندرون پاکستان ائرمیل لفافہ کی قیمت -/3 روپے اس وقت سے احباب جماعت کی طرف سے موصول ہونے والے لفافوں پر محصول ڈاک یعنی ٹکٹ پوری قیمت کے نہ لگانے کے باعث دفتر میں بیرنگ ہو کر موصول ہونے لفافوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے یہ لفافے 50 پیسے سے لیکر دو تین روپے ادا کر کے وصول کرنے پڑتے ہیں- اس لئے احباب کرام لفافہ پوسٹ کرتے وقت ڈاک خانہ سے اس کی تصدیق ضرور کروالیا کریں کہ آیا جو محصول ڈاک لگایا گیا ہے وہ درست ہے یا نہیں تاوہ بیرنگ نہ ہونے پائیں-

(نظارت مال)

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت وتندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

راحیلہ خالد بنت منور احمد خالد کوٹری ضلع حیدر آباد

نائلہ منور بنت منور احمد کوٹری ضلع حیدر آباد

عطیۃ المصور بنت مبشر احمد دار الفتوح ربوہ

مبارک احمد مبشر ابن حافظ شفیق احمد ربوہ

مدیحہ شہزادی بنت ملک رفیق احمد ربوہ

عائشہ مبشرہ بنت حافظ شفیق احمد ربوہ

اسد محمود ابن خالد محمود مانگا ضلع سیالکوٹ

ارسلان افضل ابن افضل صاحب کراچی

باذل عمران ابن شفیق عمران ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: 24- ستمبر-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 26 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 35 درجے سنٹی گریڈ

○ ملتان میں ممتاز آباد کالونی کی جامع مسجد الخیر میں نامعلوم دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے نماز فجر ادا کرنے میں مصروف 21 نمازیوں کو شہید اور 40 کو زخمی کر دیا گیا۔ مرنے والوں میں 5 کم سن بچے بھی شامل ہیں۔ ممتاز آباد کے علاقے کو فوج کے حوالے کر دیا گیا۔ فرقہ وارانہ کشیدگی اس علاقے میں عروج پر پہنچ چکی ہے۔ اس واقعہ کے بعد پتھراؤ توڑ پھوڑ اور فائرنگ کے واقعات ہوئے پولیس نے 27۔افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق جامع مسجد الخیر میں ڈیڑھ سو افراد نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ دہشت گردوں نے عقب سے اندھا دھند گولیاں برسا دیں۔ آخری صف میں کھڑے نمازی زخمی ہو کر گرتے رہے۔ مسجد کے مرکزی دروازے سے تین افراد اندر داخل ہوئے۔ امام صاحب نے پہلی رکعت کے لئے سورہ فاتحہ شروع ہی کی تھی کہ فائرنگ شروع ہو گئی۔ وضو کرنے والے ایک شخص نے ملزموں کو پکڑنے کی کوشش کی تو اسے بھی وہیں ڈھیر کر دیا گیا۔ نمازی جان بچانے کے لئے وضو کے حوض میں کود گئے۔ کچھ بھاگے اور زمین پر لیٹے تو دہشت گردوں نے انہیں بھی نشانہ بنا لیا۔ اور تین منٹ میں کارروائی مکمل کر کے مسجد کے باہر کھڑی کار میں ممتاز آباد پھاٹک کی طرف فرار ہو گئے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے صوبائی حکومت کو ہدایت کی ہے کہ ملزموں کی گرفتاری کے لئے ہر اقدام کیا جائے۔ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ سفاک مجرموں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ واردات کرنے والے سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ چند فرقہ پرست تنظیمیں افراتفری پیدا کر رہی ہیں۔ انتہائی اقدام سے گریز نہیں کیا جائے گا۔

○ ممتاز آباد کی مسجد الخیر کی سانحہ کی خبر ملتے ہی پورے شہر میں ہنگامے پھوٹ پڑے۔ مظاہرین نے ٹائر جلا کر سڑکیں بلاک کر دیں ایک فرقہ کے مرکز پر حملہ کیا گیا۔ فریقین میں دو طرفہ فائرنگ ہوتی رہی۔ مساجد سے اعلان ہوتے رہے کہ اسلحہ لے کر باہر آ جاؤ۔ سانحہ کی اطلاع ملتے ہی شہری بڑی تعداد میں نشتر ہسپتال پہنچ گئے۔ زخمیوں کے لئے خون کی پیشکش کی جاتی رہی زخمیوں کو تحائف اور جوس کے ڈبے پیش کئے گئے۔

○ جامع مسجد الخیر کے سانحے پر ملتان شہر غم میں ڈوب گیا معصوم نمازیوں کی شہادت پر مائیں بلک بلک کر روتی رہیں یہ واقعہ فرقہ واریت کا شاخسانہ ہے یا بیرونی دہشت گردی ہے۔ لوگ سارا دن بحث کرتے رہے۔ نشتر ہسپتال میں ایمرجنسی کے باوجود بدانتظامی تھی۔ ورثاء زخمیوں کو اٹھائے پھرتے رہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی مسجد الخیر میں زخمی ہونے والوں کی عیادت کے لئے گئے۔ بعد ازاں وہ ممتاز آباد گئے تو مشتعل ہجوم نے انہیں گھیر لیا۔ اور حکومت کے خلاف نعرہ بازی شروع کر دی۔ مظاہرین نے مولانا اعظم طارق کو جیل سے باہر لانے کا مطالبہ کیا۔ جب پولیس نے مداخلت کی تو مظاہرین نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ مسٹر گیلانی نے کہا کہ شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے ہر ممکن اقدام کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ زخمیوں کا علاج سرکاری خرچ پر ہو گا۔ قومی اسمبلی کے سپیکر مشتعل ہجوم کے حملے کے باعث نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔

○ ملتان کی مسجد الخیر پر حملہ کرنے والے کل چار افراد تھے۔ تین نے فائرنگ کی جبکہ چوتھا گاڑی میں موجود رہا۔ 10 نمازی موقع پر شہید ہوئے 5 نے ہسپتال جاتے ہوئے راستہ میں دم توڑا اور باقی ہسپتال میں جا کر شہید ہوئے۔

○ ملتان کے سانحہ کے بعد تحریک جعفریہ کے مرکز اور گھروں پر فائرنگ کی گئی پولیس نے تحریک جعفریہ کے ایک رہنما کو گرفتار کر لیا۔

○ ڈیرہ اسماعیل خان میں اندرون شہر محلہ شیر شاہ میں نور مسجد کی دیوار کے قریب ایک بم پھٹا جس سے مسجد کی دیوار شہید ہو گئی تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

○ مرتضیٰ بھٹو کی ہلاکت کے بعد اندرون سندھ کا علاقہ شدید کشیدگی کا شکار ہے۔ لاڑکانہ میں پولیس اور مظاہرین میں جھڑپیں ہونے سے درجنوں افراد زخمی ہو گئے۔ مشتعل مظاہرین نے واپڈا کار یگولیٹر اور ٹرالا جلا دیا۔ کمشنر ڈی آئی جی آفس کا گھیراؤ کیا گیا پولیس اہلکاروں کی وردیاں پھاڑ دیں۔ ہتھیار نہر میں پھینک دیئے۔ مظاہرین کے خلاف آنسو گیس اور فائرنگ کی گئی۔ علاقے میں فضا سوگوار رہی۔ مکمل ہڑتال رہی ٹرانسپورٹ کا پہیہ بھی جام رہا۔ شاہراہوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے ٹائر جلائے گئے۔ ایک مجسٹریٹ پتھراؤ کی زد میں آ گئے تو انہوں نے آنسو گیس پھینکنے کا حکم دے دیا۔ مشتعل ہجوم نے پولیس چوکی پر حملہ کر دیا۔ جس سے تین اہلکار زخمی ہو گئے۔ صحافیوں کے دفتر' عورتوں کی جیل' اور پولیس سٹیشن پر بھی پتھراؤ کیا گیا۔

○ صدر مملکت نے 'غیر متوقع طور پر' احتسابی کمیشن قائم کرنے کے لئے آئین کے آرٹیکل 56 کا سب آرٹیکل 2 نافذ کر دیا ہے۔ اس کے تحت صدر نے خصوصی ایلچی کے ذریعے قومی اسمبلی کے سپیکر اور سینٹ کے چیئرمین کو مراسلے بھجوائے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ احتسابی کمیشن قائم کرنے کے لئے قانون سازی کی جائے۔ وفاقی وزراء نے بے نظیر بھٹو کو صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ وزراء نے اس صورت حال پر حیرانی کا اظہار کیا ہے۔

○ بلاول ہاؤس کراچی میں مرتضیٰ بھٹو کی ہلاکت پر ایک تعزیتی اجتماع منعقد ہوا جس سے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اپنے بھائی میر مرتضیٰ بھٹو کے بارے میں سوجی آنکھوں اور رندھی ہوئی آواز میں خطاب کیا۔ انہوں نے سیاہ دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک اور بھٹو شہید ہو گیا ہے۔ مرتضیٰ کی شہادت کے بعد دشمن' بھٹو خاندان کے باقی افراد کے خلاف بھی سازشیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے غمناک آواز میں کہا کہ ہمارے خاندان پر قیامت ٹوٹ چکی ہے۔ غم کا سیلاب ہماری خوشیوں کو بہا کر لے گیا ہے۔ ہمارے دلوں کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی ہے۔ وزیر اعظم نے جو لکھی ہوئی تحریر پڑھ رہی تھیں کہا کہ یہ دن مرتضیٰ کے زندہ رہنے کے تھے مرنے کے نہیں۔ ہمارا راستہ مختلف تھا لیکن خون ایک تھا۔ وہ ایک باہمت اور اصول پسند شخص تھا۔ اس کو ملک کی خاطر دربدر ہونا پڑا۔ وہ اپنے باپ کے جنازہ میں شامل نہ ہو سکا اور اپنے بھائی کی لاش کو بھی کندھا نہ دے سکا۔ انہوں نے جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ دینے پر اپنی والدہ' بہن' بھابی غنویٰ' بھٹو جونیئر اور فاطمہ کی طرف سے پاکستان کے عوام کا شکریہ ادا کیا۔ اس تعزیتی تقریب میں حکومت سندھ کے اہم افراد سمیت بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ وزیر اعظم لاڑکانہ سے کراچی آ گئی ہیں۔

○ اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی نے نواز شریف کو صدر مملکت سے ملاقات کا اختیار دے دیا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ درست وقت پر مناسب فیصلہ کریں گے۔

بھٹی ہومیو کلینک (اوقات کلینک)
رحمت بازار 10½ تا 1½ • شام 5 تا 8½ بجے
دارالیمن صبح 8½ تا 10 بجے
فون رہائش: 211186

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح کے ہر محلہ میں
پلاٹ۔ مکان۔ زرعی و سکنی زمین کی
خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
نائب رسالدار (ریٹائرڈ)
ارشد خان بھٹی
پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ (ریلوے لائن کے سامنے) ربوہ
فون آفس 212764 گھر: 211379

ناصر کلاتھ ہاؤس
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
ہمارے ہاں وول کاٹن۔ سلک
صوفہ کلاتھ۔ پردہ کلاتھ کی نایاب ورائٹی کے
لئے تشریف لاویں۔ نیز لیدر جیکٹ بھی
دستیاب ہیں۔ پروپرائیٹر: سید ناصر احمد
فون: دوکان: 434
گھر: 211244

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام ۳۰ روپے۔ ۶۰ گرام ۹۰ روپے۔ ۱۰۰ گرام ۱۵۰ روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)
۲۵۰ روپے
سٹاکسٹ حضرات کیلئے معقول کمیشن
فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۶ء مفید طبی معلومات کے ساتھ مفت طلب کریں۔ بیرونی مریض، پاکستان و بیرون پاکستان پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

کامیاب مفید اور مؤثر ادویات
بیاض نور الدین کا مشہور عالم نسخہ
زد جام عشق ۴۰ روپے ۶۰ گولیاں
کمی خون گرمی جگر مثانہ کے لیے
سپر فولادی کیپسول ۳۰ عدد ۱۱۰ روپے
پٹھوں کی طاقت کیلئے
کایا پلٹ ۳۰ گولیاں ۶۰ روپے
قوت اور طاقت کے لئے
سفوف کیکر ۳۰ روپے
طاہر دواخانہ اقصیٰ روڈ رحمان کالونی ربوہ

اکسیر موٹاپا 30/- • ہمدرد نسواں حبوب اٹھرا 20/- • دوائی فضل الٰہی برائے اولاد نرینہ 150/- • زد جام عشق 800/- • اکسیر لیکوریا کیپسول 30/- • کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے 20/- • سفوف اکسیر شوگر 30/-
حبیب دواخانہ خدمت خلق گولبازار ربوہ فون: 659